میں بھرپور حصہ لیا تھا[۱۳۲]۔

سٹیپ کے زیر کنٹرول علاقوں کو روس میں باقاعدہ ضم کرنے کی منصوبہ بندی اور اس کے طویل المیعاد مقاصد

۱۸۶۲ء میں برطانوی حکومت نے افغانستان کے امیر دوست محمد خان کے ساتھ معاہدہ دوستی پر دستخط کئے۔ اس معاہدہ نے سینٹ پیٹرزبرگ کے حکمرانوں کو اس خوف میں مبتلا کر دیا کہ شاید انگلینڈ افغانستان کے راستے بخارا اور خیوا پر قبضے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے[۱۳۳]۔ اسی دوران امریکی خانہ جنگی کی بنا پر روس کو امریکی کپاس کی برآمد بند ہو گئی۔ یہ حالات روسی حکمران حلقوں میں اس رائے کی تقویت کا باعث بنے کہ روس کو وسطی ایشیا اور ماوراء کیسپئن کے علاقوں پر جلد از جلد قبضہ کر لینا چاہیے۔ تا کہ نہ صرف انگلینڈ (برطانوی ہند) کی اس علاقے کی طرف ممکنہ پیش رفت کا سدباب کیا جا سکے بلکہ روسی صنعتوں اور تاجر حلقوں کی کپاس کی ضروریات کی تکمیل بھی یقینی بنائی جا سکے[۱۳۴]۔ ۱۸۶۳ء میں پولینڈ کی بغاوت نے بھی روسیوں کے بین الاقوامی وقار اور انا کو زبردست ٹھیس پہنچائی۔

روسی اس مرحلے پر اپنی خارجہ پالیسی کی سمت بدلنے کے لئے سنجیدگی سے سوچنے لگے تھے۔ بالآخر طے کر لیا گیا کہ روس کو خوقند خانیت میں شامل سیر دریا سے ملحق لشکر بزرگ کے قازق علاقوں پر قبضہ کر کے بخارا اور خیوا کی طرف پیش قدمی جاری رکھنی چاہیے[۱۳۵]۔ اس پالیسی پر عمل کا آغاز ۱۸۶۳ء میں زار روس الیگزنڈر دوم کے جاری کردہ ایک فرمان سے ہوا۔ زار روس کے اس فرمان میں اگلے سال (۱۸۶۴ء) سے خوقند خانیت کے علاقوں پر منظم حملے شروع کرنے کا حکم دیا گیا تھا[۱۳۶]۔ الیگزنڈر دوم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے ۴ جون ۱۸۶۴ء کو جنرل چرنئیف کی قیادت میں روسی فوجوں نے اولیا آتا (ژمبول) پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے مزید پیش قدمی کرتے ہوئے ۹ سے ۱۲ جون کے دوران میں تین دن کے محاصرے کے بعد ترکستان شہر پر قبضہ کر لیا[۱۳۷]۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۶۴ء کو چمکنت شہر پر بھی روسیوں کا قبضہ ہو گیا[۱۳۸]۔ ۲۷ ستمبر ۱۸۶۴ء کو تاشقند پر ناکام حملے کے بعد روسیوں نے ۱۸۶۵ء میں ''ترکستان ملٹری اوبلاسٹ (ضلع)'' کی تشکیل کا اعلان کیا۔ جنرل چرنئیف کو اس نئے اوبلاسٹ کا (فوجی) سربراہ مقرر کیا گیا[۱۳۹]۔ چرنئیف نے خوقند خانیت کے ان نو مفتوحہ (لشکر بزرگ کے) قازق علاقوں پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے کے بعد ۹ جون ۱۸۶۵ء کو ایک بار پھر تاشقند پر حملہ کر دیا۔ پانچ دن کی لڑائی کے بعد ۱۴ جون کو تاشقند پر چرنئیف کی روسی افواج کا

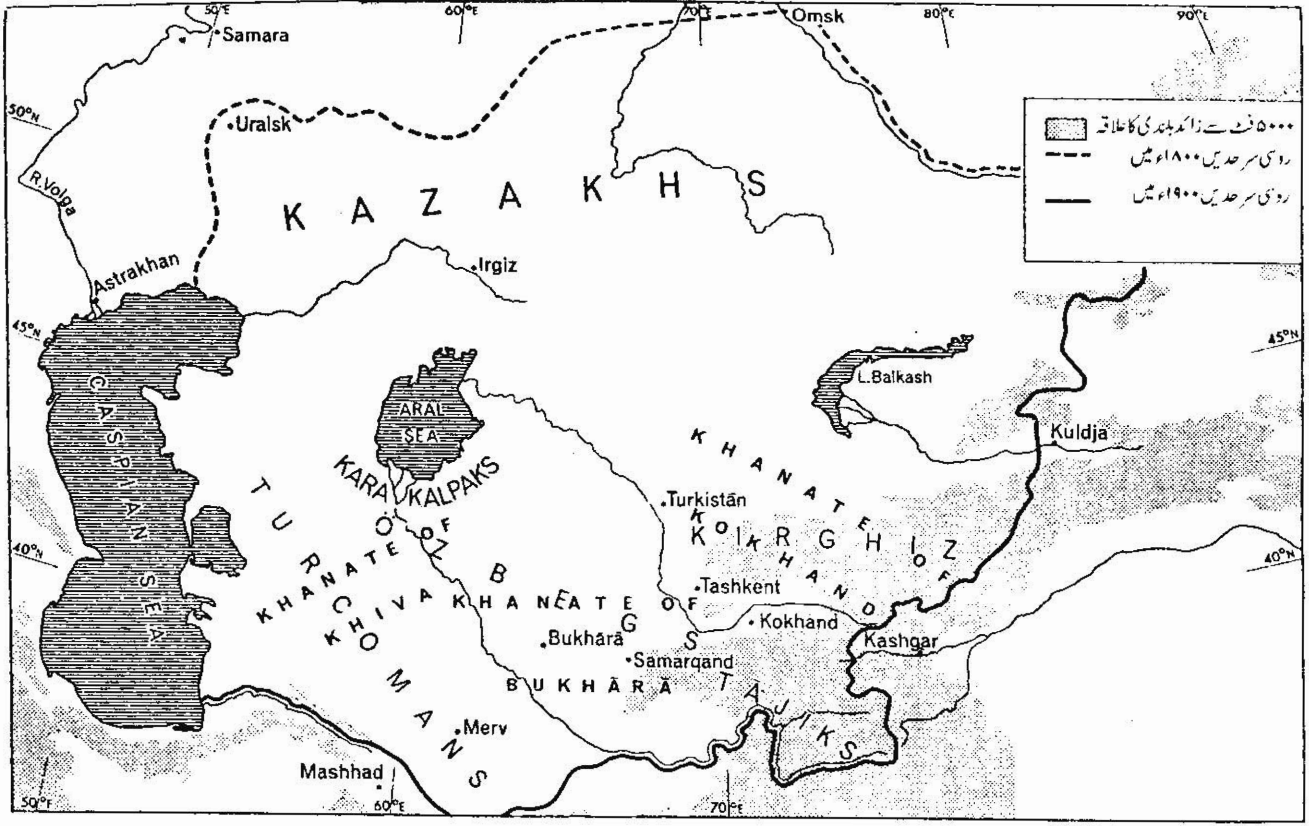

قازقستان اور وسطی ایشیا: انیسویں صدی میں روسی فتوحات

قبضہ ہو گیا[140]۔ اس کے ساتھ ہی نہ صرف قازقوں کے لشکر بزرگ کے تقریباً تمام علاقے روسیوں کے کنٹرول میں چلے گئے بلکہ روسی سامراجی افواج کے لئے بخارا، خیوا اور خوقند خانیت کے دیگر علاقوں پر یلغار کی راہ بھی ہموار ہو گئی[141]۔

لشکر بوکے پر روسی اقتدار

قازقوں کے لشکر بوکے کی تشکیل اور بالآخر روسی استعمار کی گرفت میں آنے کا عرصہ انتہائی مختصر تھا۔ لشکر بوکے کی خانیت انیسویں صدی کی ابتدا سے پانچویں دہائی تک تقریباً ۴۸ سالوں تک بر قرار رہی جس کے بعد روسیوں نے اس میں خان کا عہدہ ختم کرتے ہوئے مقامی انتظامیہ کی تشکیل نو کی اور نام نہاد خود مختاری دیتے ہوئے ان میں ایک عبوری انتظامی کونسل کا نظام متعارف کرایا۔ بوکے ہرڈ کے علاقوں کو چھوٹے چھوٹے انتظامی یونٹوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر انتظامی یونٹ کی سربراہی قبائلی کمان دار کے سپرد کی گئی۔ ان مقامی سرداروں (یا سلطانوں) کو نام نہاد عبوری انتظامی کونسل کی رکنیت دی گئی۔ تاہم عبوری کونسل میں فیصلہ کن کردار کا حامل ''روسی وزارت سرکاری جائیداد'' کا ایک نامزد افسر ہوا کرتا تھا[142]۔ لشکر بوکے پر روسی تسلط کے مختصر احوال کا ذکر پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے۔

قازق سماج اور روایتی طریق بود و باش

قازق روایتی طور پر خانہ بدوش ترک اور منگول قبائل کے اتحاد کا نام ہے۔ جس نے بعد کے ادوار میں مختلف معاشرتی سطحوں پر چھوٹی موٹی اکائیوں پر مشتمل ایک سماجی وحدت کی شکل اختیار کی۔ قازق معاشرہ مختلف ادوار میں (قازق) سٹیپ کے وسیع و عریض علاقوں میں وارد ہونے والے قبائل پر مشتمل ہے۔ اگرچہ بالائی سطح پر یہ تمام قبائل قازق کے نام سے ایک واحد قوم کی شکل اختیار کر چکے ہیں تاہم خاندان، خانوادے، طائفے اور قبیلے کی سطحوں پر ان میں جداگانہ شناخت تاہنوز بر قرار ہے[143]۔ قازق قوم جن بڑے بڑے ترک اور منگول نسل کے قبائل پر مشتمل ہے ان میں ازون (Usun)، قپچاق، قارلوق، قرہ خانی، قرہ ختائی، نیمان، منگ، منغیت، تنگوت، دولات، کنگلی اور ارگین شامل ہیں۔ ان قبائل کی قازقستان میں آمد کا زمانہ ایک نہیں ہے۔ دراصل سٹیپ کے قازق علاقوں میں مختلف خانہ بدوش قبائل کی آمد اور یہاں سکونت اختیار کرنے کا عمل صدیوں پر محیط رہا ہے[144]۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف قبائل اس علاقے میں عروج و زوال کے عمل سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔ حکمرانی اور